اصلاح معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر ۳



اصلاح معاشرہ کا طریقۂ کار

تحریر

جناب مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری

مفتی واستاد حدیث مدرسہ شاہی مرادآباد

شائع کردہ

دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح معاشرہ کی ضرورت اور اس کا طریقۂ کار

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

معاشرہ کی اصلاح اور منکرات پر نکیر ہر مسلمان بالخصوص علماء کرام اور ائمۂ مساجد کی دینی اور منصبی ذمہ داری ہے، معاشرہ کی اصلاح کے بغیر مسلمانوں کے لئے عزت وعافیت کی امید رکھنا محض فریب ہے، جمعیۃ علماء ہند اور دیگر ملی تنظیمیں جو مسلمانوں کی فلاح وبہبود اور ترقی کے لئے کوشاں ہیں ان کے دائرۂ کار میں اصلاح معاشرہ کی تحریک بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ذیل میں اصلاح معاشرہ کے کام کو مؤثر بنانے کے لئے کیا کیا چیزیں ضروری ہیں ان کے بارے میں کچھ اشارات ذکر کئے جارہے ہیں:

(۱) فرد کی اصلاح

جو شخص بھی اصلاحی تحریک لے کر کھڑا ہو وہ اس وقت تک ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ خود اپنی ذات پر اصلاح کے اثرات نمایاں نہ کرلے، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو معصومیت یعنی گناہوں سے محفوظ رہنے کی صفت سے سرفراز فرمایا ہے، تاکہ جب وہ دعوتی میدان میں جائیں تو کوئی ان کی ذاتی زندگی پر انگلی نہ اٹھاسکے۔ نبی اکرم ﷺ کی نبوت سے پہلے چالیس سالہ حیات طیبہ ایسی پاکیزہ تھی کہ قرآنِ کریم میں اسے بطور شہادت بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ. (یونس ۱۶)﴾ (کیوں کہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں سوچتے) اس لئے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اصلاح کرنے والے افراد اپنے قول وعمل میں مکمل مطابقت کی کوشش کریں اور تضاد روی سے بچتے رہیں، اس لئے کہ یہ تضاد روی اصلاح معاشرہ کی تحریک کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ گویا کہ سم قاتل

ہے۔ بالخصوص جو حضرات بفضل خداوندی دینی وملی جماعتوں اور اداروں کے ذمہ دارانہ مناصب پر فائز ہیں انہیں حد درجہ محتاط رہنے اور تہمت کے مواقع سے بچنے کی ضرورت ہے۔ بہتر ہے کہ کسی متبع سنت شیخ کامل سے اصلاح کا تعلق قائم کر کے ان کی ہدایات پر عمل کریں تو انشاء اللہ اصلاح کی زیادہ امید ہوگی۔ ہماری طبیعت میں ایسا اعتدال اور انصاف پسندی کا جذبہ ہونا چاہئے کہ اگر کوئی شخص ہماری کسی بات پر اعتراض کرے تو ہم اس پر غیظ وغضب کے اظہار کے بجائے اپنی زندگی کا جائزہ لیں، اور اگر کہنے والے کی بات بجا ہو تو اسے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں۔

(۲) گھر کی اصلاح

اپنی اصلاح کے بعد دوسرا مرحلہ اپنے گھرانے کی اصلاح کا آتا ہے یعنی جو لوگ ہمارے ماتحت ہیں خواہ وہ بیوی ہو، یا بچے ہوں، یا اور قریبی اعزہ ہوں ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ وہ سب اولین اصلاح قبول کرنے والوں میں شامل ہوں۔ چناں چہ جناب رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ. (الشعراء: ۲۱٤)﴾ (اور ڈرسنائیے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو) اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی خود داعی ہو لیکن اس کے گھر والوں میں منکرات پائے جائیں تو عام لوگ اس کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے۔

(۳) عوامی اصلاح

اس کے بعد ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ پورا مسلم معاشرہ منکرات سے بچ جائے اور منکرات خواہ انفرادی ہوں یا اجتماعی ان سب پر نکیر کرنے کی ضرورت ہے، عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ تحریک اصلاح معاشرہ کا تعلق صرف شادی بیاہ کی رسومات سے ہے حالاں کہ یہ سمجھنا درست نہیں ہے، منکر بہر حال منکر ہے خواہ وہ تقریبات میں ہو، معاشرت میں ہو، معاملات میں ہو یا عبادات میں ان سب میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

جس طرح سرکاری محکمۂ صحت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ شہر میں نگاہ رکھے اور جو وبائی مرض پھیل رہا ہو یا جس مرض کے پھیلنے کا خطرہ ہو اس کے سد باب کے لئے فوری طور پر دوا اور علاج اور احتیاطی تدابیر اپنانے کا اعلان کرے۔ اسی طرح ہر علاقہ اور شہر کے علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ آبادی میں پھیلنے والے منکرات پر نگاہ رکھیں اور ایک ایک منکر کو معاشرہ سے مٹانے کے لئے مناسب تدبیریں اور اسباب اختیار کریں، ورنہ معاشرہ اخلاقی اور روحانی اعتبار سے تباہ اور برباد

ہوجائے گا۔اس دین کی بقا کا مدار ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہے، اگر اس کام کو جاری نہ رکھا جائے تو امت کبھی بھی عافیت سے نہیں رہ سکتی۔اب اصلاح کے کیا طریقے اپنائے جائیں یہ بات قابل غور ہے اس سلسلہ میں بنیادی بات تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی فکر کو اپنے اوپر اوڑھ لیتا ہے تو اس کے لئے کام کرنے کے دروازے خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں۔یہی حال اصلاح معاشرہ کی تحریک کا بھی ہے کہ اس کے لئے کوئی خاص طریقہ شرعی طور پر متعین نہیں ہے بلکہ جب اور جس موقع پر جو صورت مناسب ہو اسے اختیار کیا جاسکتا ہے، تاہم اس راہ میں جو طریقے تجربہ سے مفید ثابت ہوئے ہیں ان کو ذیل میں ذکر کیا جارہا ہے:

(۱) درسِ قرآنِ کریم

اللہ کی کتاب قرآنِ مقدس سے زیادہ ہدایت کی تاثیر کسی چیز میں نہیں پائی جاتی، اس لئے علماء کو چاہئے کہ وہ مساجد میں درسِ قرآن کا سلسلہ ضرور جاری کریں اس کا نفع عام اور تام ہے، خود درس دینے والا اس کے مبارک اثرات کو محسوس کرسکتا ہے اور اس کے سامعین خواہ مختصر ہی کیوں نہ ہوں لیکن وہ اثر قبول کئے بغیر نہیں رہتے۔قرآنِ پاک کا مخصوص اندازِ تعبیر دلوں کی بند کھڑکیوں کو کھولنے میں سب سے زیادہ اثر رکھتا ہے، اور اس کی بے لاگ لپٹ ضمیر کو جھنجوڑنے والی آیتیں منٹوں سکنڈوں میں دل کی دنیا بدل دیتی ہیں، اور اہل ایمان کے دلوں میں ایمانی حلاوت اور چاشنی میں اضافہ کا سبب بنتی ہیں۔ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتُهٗ زَادَتْهُمْ إِيْمَاناً. (الأنفال: ۲)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اللہ کا کلام پڑھا جائے تو ان کا ایمان زیادہ ہوجائے۔

(۲) درس حدیث شریف

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے امت کے لئے ایسی قیمتی ہدایات دی ہیں جن پر عمل کرکے دینی و دنیوی فلاح حاصل کی جاسکتی ہے اس لئے جابجا درس حدیث کا سلسلہ بھی جاری کرنا چاہئے۔اس میں یا تو کسی کتاب مثلاً ریاض الصالحین یا مشکاۃ شریف کو سامنے رکھ کر بالترتیب درس دیا جائے، یا پھر حالات کے اعتبار سے احادیث منتخب کرکے گفتگو کی جائے۔

(۳) اصلاحی جلسے

تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ موجودہ دور میں منکرات پر نکیر کے لئے عمومی انداز میں اصلاحی بیانات کا سلسلہ جاری رکھنا بھی مفید ہے، اور بہتر یہ ہے کہ یہ جلسے صرف مساجد میں نہ ہوکر میدانوں اور پبلک مقامات پر رکھے جائیں؛ تاکہ وہ طبقہ جو مساجد سے دور ہے اس کے کانوں میں بھی آواز پہنچے۔

(۴) نوجوانوں کی خصوصی میٹنگیں

اس دور میں نوجوان طبقہ منکرات وفواحش میں سب سے زیادہ مبتلا ہے اس لئے خاص طور پر ہر ہر محلہ میں اور بستی میں نوجوانوں کو جوڑ کر ان سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہے، الحمد للہ اس سلسلہ کے بھی مفید اثرات ہم نے محسوس کئے، اور اندازہ ہوا کہ ہزار خرابیوں کے باوجود ہمارے نوجوان بات کو سمجھنے کے لئے تیار ہیں بس ان پر محنت کرنے اور انہیں مانوس کرنے کی ضرورت ہے۔

(۵) اصلاحی کمیٹیاں

علاقہ کے بااثر افراد علماء، ائمہ اور نوجوانوں کو جوڑ کر اصلاحی کمیٹیوں کی تشکیل اور پھر ان کی سرگرمیوں کی نگرانی بھی ایک اہم کام ہے، جہاں جہاں بھی اس سلسلہ میں محنت ہوئی ہے اس کے اچھے اثرات سامنے آئے ہیں۔

(۶) ہفتہ واری اجتماعات

اصلاحی کام کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے ہفتہ واری اصلاحی اجتماع کا تجربہ بھی کامیاب ثابت ہوا ہے اس اجتماع میں پورے شہر کا جوڑ رکھا جائے اور مختصر وقت میں حالات کی مناسبت سے اصلاحی گفتگو کی جائے تو لوگ اسے بآسانی قبول کرتے ہیں۔ الحمد للہ شہر مرادآباد میں یہ سلسلہ پانچ چھ سال سے بلا ناغہ جاری ہے، ہر جمعہ کو مغرب کے بعد جامع مسجد میں آدھے گھنٹہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں مقررہ نظام کے مطابق شہر کے کسی عالم کا خطاب ہوتا ہے اور اس میں سینکڑوں لوگ شریک ہوتے ہیں۔

(۷) جمعہ کے بیانات

الحمد للہ جمعہ کی نماز میں مساجد میں بڑا اجتماع ہوتا ہے، اس اجتماع کو مزید مفید بنانے کے لئے اس موقع پر مختصر اصلاحی گفتگو بڑے بڑے جلسوں سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے؛ اس

لئے علماء اور ائمہ کو چاہئے کہ وہ آسان اور مثبت انداز میں جمعہ کی اذان ثانی سے پہلے یا نماز کے بعد مستند اصلاحی بیانات کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(۸) خواتین کے اجتماعات

گاہے بگاہے مختلف محلوں میں خواتین کے اجتماعات سے بھی اصلاحی ماحول بنانے میں مدد ملتی ہے، لیکن ضروری ہے کہ پردہ کا معقول انتظام ہو اور بیان کرنے والا کوئی مستند عالم ہو۔

(۹) انسداد منکرات مہم

عام اصلاحی پروگراموں میں تو عمومی انداز میں سب منکرات پر روشنی ڈالی جاتی ہے لیکن جب کوئی منکر اور گناہ زیادہ تیزی سے پھیلنے لگے تو خاص اس گناہ کے سد باب کے لئے اسی کو عنوان بنا کر کوشش کرنی چاہئے۔ مثلاً شعبان کے مہینہ میں بہت سی جگہوں پر آتش بازی کا رواج ہے تو اس رسم بد کو مٹانے کے لئے مستقل مہم چلائی جائے، اسی طرح آج کل فحاشی اور عریانیت بڑھتی جا رہی ہے تو اس کے سد باب کے لئے ''انسداد فحاشی مہم'' جا بجا چلانے کی ضرورت ہے۔ اس مہم کے دوران عمومی اور خصوصی میٹنگیں کی جائیں، اسکول اور کالجوں میں اصلاحی پروگرام رکھے جائیں او مختلف زبانوں میں مؤثر پمفلٹ شائع کئے جائیں اور انہیں گھر گھر پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

(۱۰) اصلاحی لٹریچر کی اشاعت

گھروں میں دینی ماحول بنانے کے لئے موجودہ دور میں لٹریچر بھی بہت ضروری ہے، چھوٹے چھوٹے پمفلٹ، کتابچے چھاپ کر مناسب قیمت میں انہیں لوگوں تک پہنچانا چاہئے۔

(۱۱) انفرادی اصلاح کی جد و جہد

اجتماعی جد و جہد کے ساتھ انفرادی ملاقاتوں اور اپنے ہم جنسوں کی ذہن سازی بھی ایک اہم کام ہے اس سے بھی غافل نہیں رہنا چاہئے اور اس کا کوئی ضابطہ مقرر نہیں ہے، بس یہ خیال رہے کہ اس میں تحقیر یا تشدد کا عنصر شامل نہ ہو، بلکہ شفقت اور خیر خواہی کا جذبہ غالب رہے۔

مذکورہ بالا امور کو سامنے رکھ کر اگر دل جمعی تسلسل اور خلوص سے محنت کی جائے گی تو انشاء اللہ اس کے اثرات ضرور سامنے آئیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔□❖□

مسلم معاشرہ کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کیلئے رہنما اصول

امیر الہند حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی نور اللہ مرقدہ صدر جمعیۃ علماء ہند

(۱) توحید، رسالت، آخرت وغیرہ بنیادی عقائد مسلمانوں کے دلوں میں راسخ کیے جائیں قرآن وسنت کے تعلق سے عام مسلمانوں میں یہ یقین کامل پیدا کیا جائے کہ قرآن مقدس خدا کی آخری کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف وترمیم سے محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گی۔ یہ کتاب محفوظ ساری دنیا کے لیے ہدایت نامہ ہے ہر وہ عقیدہ ونظریہ اور عمل جو قرآن کے مخالف ہو وہ مردود ونا معتبر ہے۔

(۲) حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قرآن پاک کی تفسیر وتشریح ہے اور اس کے احکام بھی قرآن کی طرح واجب العمل ہیں۔

(۳) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ شریعت پر عمل کرنا عبادت ہے۔ حلال کھانا حلال روزی بھی کمانا عبادت ہے۔ اسی طرح ہر وہ اچھا کام جو خدا کی رضا کے لیے کیا جائے عبادت ہے لیکن اصطلاحی طور پر عبادت کا لفظ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تلاوت قرآن پاک اور ذکر واذکار وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کی مذہبی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی عبادتوں کا پابند رہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ان کا پابند بنانے کو سعی کرے۔

(۴) مسلمانوں کو اس بات کا عادی بنایا جائے کہ وہ بالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح میں بلا وجہ شرعی تاخیر نہ کریں اور اس اہم فریضہ کی ادائیگی سے غفلت اور سستی معاشرہ کو اخلاقی انار کی کی طرف لے جاتی ہے۔

(۵) مسلمانوں کو آمادہ کیا جائے کہ شادی وغیرہ کی تقریبات میں سادگی کے پہلو کو بہر حال ترجیح دیں مسلمانوں کی معاشی واقتصادی بدحالی میں اسراف اور فضول خرچیوں کا نمایاں دخل ہے۔

(۶) عام مسلمانوں میں یہ یقین پیدا کیا جائے کہ جہیز کا مطالبہ خواہ زبانی ہو یا عرفی ناجائز ہے۔ اسلامی شریعت میں مطالبہ جہیز کی قطعاً گنجائش نہیں جس کی پابندی ہر امیر وغریب مسلمان پر لازم ہے۔ خاص طور پر حضرات علماء اور مسلم سماج میں سربرآوردہ لوگوں کو اس رسم بد کے خلاف عملی جدوجہد میں پہل کرنی چاہیے۔

(۷) مسلمانوں کو بتایا جائے بغیر کسی وجہ شرعی کے طلاق دینا فعل حرام ہے طلاق اسی وقت دینی چاہیے جب ازدواجی زندگی دوبھر ہو جائے اور طلاق نہ دینے کی صورت میں فتنہ کا اندیشہ ہو، پھر انہیں یہ بھی بتایا جائے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں اگرچہ از روئے قرآن وحدیث فقہ اسلامی تینوں نافذ ہو جاتی ہیں لیکن طلاق کا یہ طریقہ شریعت کی نگاہ میں مذموم اور قابلِ سرزنش ہے لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے۔

(۸) اسلامی پردہ کی جانب خواتین اسلام کو خصوصی طور پر متوجہ کیا جائے۔

(۹) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ وہ آپسی تعلقات اور لین دین اور خرید وفروخت کے جو معاملات شریعت کے دائرے میں رہ کر انجام دیتے ہیں وہ بھی عبادت ہیں اور نماز روزہ وغیرہ عبادتوں کی طرح ان پر بھی ثواب ملتا ہے اور ان کی خلاف ورزی پر گناہ ملتا ہے۔ لہٰذا خلاف شریعت تمام معاملات سے مسلمانوں کو بچنے کی تلقین کی جائے۔ بالخصوص سود اور جوئے کی تمام شکلوں سے پورے طور پر مسلمانوں کو بچانے کی فکر کی جائے۔

(۱۰) موجودہ ذرائع ابلاغ موجودہ دور میں جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں وہ صحیح دین سے محروم، اعلیٰ انسانی قدروں سے عاری اور آبرو باختہ ہیں جن کا سارا سرمایہ جھوٹ، فریب، فحاشی اور عریانی ہے وہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بچوں اور نوجوانوں کو جرائم پیشہ، فحاش اور آوارہ بناتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ان ذرائع استعمال سے احتراز کریں۔

(۱۱) دینی تعلیم چونکہ عقائد، تصورات، نظامِ زندگی اور صالح روایات کی تلقین کا بہترین ومؤثر ذریعہ ہے اس لیے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ سو فیصد اپنی اولاد کی دینی تعلیم کا انتظام اور بندوبست کریں اور اسے ہوا، پانی اور غذا سے بھی زیادہ اہمیت دیں۔

(۱۲) تہذیب وتمدن اور وضع قطع قوموں کی شناخت میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اس لیے مسلمانوں کو اپنی اسلامی وضع قطع اور تہذیب وتمدن کو کسی حال میں چھوڑنا نہیں چاہیے اور اپنی اخلاقی ودینی قدروں پر مضبوط یقین رکھنا چاہیے۔

اصلاح معاشرہ کا یہ کام اگرچہ نہایت صبر آزما اور مشکل ہے کیونکہ یہ مسلسل ومنظم جدوجہد کو چاہتا ہے۔ لیکن موجودہ نازک حالات ومشکلات کا سب سے کامیاب وپائیدار حل بھی یہی ہے اس لیے اپنی حفاظت وبقاء کے لیے اس مشکل کو انگیز کرنا ناگزیر ہے۔

(خطباتِ فدائے ملت، ص ۲۳۶ تا ۲۳۸ خطبہ صدارت محکمہ شرعیہ کانفرنس، مرادآباد)